۹
سنا جو اپنے وطن کا کرو کچھ ہم سے بیاں　　کہا سب نے قریشوں میں ہمارے ہیں مکاں
دل میں یوں کہنے لگی ہند کہ پاس آیا نشاں　　کہا پھر ہند نے وہاں خانۂ زہرا ہے کہاں
بولے سب قیدی کہ گھر اپنے ہیں اس گھر کے قریب
خانۂ فاطمہ ہے قبر پیمبر کے قریب

۱۰
تجھے کیا کام ہے کرتی ہے جو یہ قال و مقال　　قید خانہ میں اسیروں کا یہی ہوتا ہے کام
ہند بولی مجھے اس وقت تعجب ہے کمال　　تم میں اک بی بی کا زینبؑ سے مشابہ ہو جمال
بولی زینبؑ قلق اب مجھکو غضب ہوتا ہے
نام زینبؑ کا نہ لے ترک ادب ہوتا ہے

۱۱
ہند سے حضرت زینبؑ سے یہی تھی تقریر　　کچھ نہ کھلتا تھا کہ ہیں کون بیچارے یہ اسیر
قلق دل سے لگی پیٹنے شہ کی ہمشیر　　خود بخود نکلا یہی منہ سے کہ ہے ہے شبیرؑ
بول اٹھی ہند میں قربان تمہیں زینبؑ ہو
میں اٹھا سکتی ہوں قرآن تمہیں زینبؑ ہو

۱۲
کربلا کو کیا پھر ہند نے رو کر یہ خطاب　　تجھ پہ میں صدقے ہوں اے فاطمہؑ کے درِ خوشاب
پھول سے جسم کو کس طرح ہوئی زخموں کی تاب　　ظلم خنجر کا گلے پر ہوا بے حد و حساب
دیکھو آقا کھڑی زنداں میں یہ دکھ پائی ہے
دیکھنے آپ کے ناموس کو ہند آئی ہے

۱۳
زینبؑ اس طرح سے مقتل کیطرف چلائی　　رن میں تم سوتے ہو اب کیا کروں میں دکھ پائی
میری قسمت نے مصیبت یہ مجھے دکھلائی　　ہند پہچان گئی چپ نہ سکی میں بھائی
بھائی مارا گیا اور آئی نہ ہمشیر کی موت
ہائے کیا ہو گئی لوگو میری تقدیر کی موت

نمبر ۵۸

Presented by www.ziaraat.com

www.ShianeAli.com

۱
رانڈوں کا ملکِ شام میں جس دم گزر ہوا
فرطِ حیا سے جسم پسینہ میں تر ہوا
زانو پہ جھک کے شرم سے اونچا نہ سر ہوا
ہر سو ہجوم دیکھ کے ٹکڑے جگر ہوا
پھر کر تمام کوچہ و بازارِ شام میں
شہزادیاں پہنچ گئیں دربارِ عام میں

۲
تا دیر کی یزید سے عابدؑ نے گفتگو
مجبور ہو کے تخت سے اٹھا سیاہ رو
رویا کئے جھکائے ہوئے سر کو سب عدو
داخل ہوا محل میں بد اطوار و تند خو
اپنے گھروں کو روسیہ سب شادماں گئے
زنداں کو اہلِ بیتِ امامِ زماں گئے

۳
بیٹھے اسیرِ ظلم اندھیرے میں ننگے سر
تھے کس قدر تھکے ہوئے سجادؑ خوش سیر
ڈر ڈر کے دیکھتی تھی سکینہؑ ادھر ادھر
گرتے ہی دست و پا کی نہ مطلق رہی خبر
جاگے تھے رات بھر جو بہت سست ہو گئے
دیوار پر بیمارِ دیں سر رکھ کر سو گئے

۴
بانوئے دمبدم یہ سکینہؑ کا تھا بیاں
دیکھوں گی کس طرح سے بھلا شکلِ آسماں
کیا مکان ہے کہ ہوا تک نہیں جہاں
ہے ہے زمیں تک نظر آتی نہیں یہاں
اماں سمجھوں گی جان خدا ہی بچائے گا
شب کو بھی کیا چراغ جلایا نہ جائے گا

۵
ایسی ہی تیرگی ہے تو بس ہو چکی حیات
سوتے تھے لے کے سینہ پہ بابا تمام رات
میں جانتی ہوں آج کی شب کو شبِ وفات
عادت مری بگاڑ گئے شاہِ خوش صفات
جب شمع گل ہوئی ہے تو گھبرا کے روئی ہوں
اماں بھلا کبھی میں اندھیرے میں سوئی ہوں

Presented by www.ziaraat.com

۶

آنکھوں سے آنسو پونچھ کے سمجھا رہی ہے ماں　　لو چپ رہو کہ بیٹھے ہیں در پہ نگاہ باں
صدقہ ہو ماں کی اور ٹھہر جائے گا مکاں　　نکلا ہے چاند آئیگی اب چاندنی یہاں

جھونکے ہوا کے بھی کوئی ساعت میں آئیں گے
واری ہم اپنی گود میں تم کو سلائیں گے

۷

نام خدا تمہیں تو ہے صدقہ گئی شعور　　اصغر کو دیکھ سوتے ہیں جنگل میں ہم سے دور
ہاں سچ ہے بھر کی آہ یہ بولی وہ ناصبور　　قسمت مری بری ہے کسی کا نہیں قصور

تم کچھ کہو مگر وہ بڑے خوش نصیب ہیں
ان سے سب انکی چاہنے والے قریب ہیں

۸

ہاں بیٹی میں یہاں تھی غم انگیز داستاں　　آئی پھر کے بجنے کی آواز ناگہاں
ہشیار بھائیو یہ پکارے نگاہباں　　بھاگے اسیر تو نہ بچے گی کسی کی جاں

تڑپے دل اور حبس جو دہ چند ہو گیا
زنداں کا در لحد کی طرح بند ہو گیا

۹

چلائی جلد اٹھ کے سکینہؑ غضب ہوا　　ماں نے گلے لگا کے کہا شکر کی ہے جا
قرباں جاؤں دل کو سنبھالو پے خدا　　دیکھو گزر گئی ہے پہر رات میں فدا

اب تو بنی ہوئی ہے خدا پر نظر کرو
تا صبح جس طرح سے ہو بیٹی بسر کرو

۱۰

تدبیریں ماں نے کیں پے تسکین عجب عجب　　اس رات کی طرح سے بڑھا دمبدم تعب
رونے میں کٹ گئی جو سکینہؑ کو نصف شب　　ناچار ہو کے گود میں لیٹی وہ خوش لقب

سستی کمال خاطر نازک پہ چھا گئی
باتیں جو ماں نے کیں تو ذرا نیند آ گئی

Presented by www.ziaraat.com

www.ShianeAli.com

۱۱

سوئی تھی کوئی دم کہ بندھا آنسوؤں کا تار
پھیلائے ہاتھ ڈھونڈتی اٹھی وہ دلفگار
دیکھا یہ خواب آئے ہیں سلطانِ نامدار
جھک جھک کے دیکھتی تھی ہر اک سمت بار بار
کہتی تھی ہے غضب کا اندھیرا ضیا نہیں
بابا کدھر کھڑے ہو مجھے سوجھتا نہیں

۱۲

تھے سب حرم یتیم کے باتوں پہ نوحہ گر
ناگہ گئی یزید کو اُس حال کی خبر
روتے تھے پاسباں بھی منہ ڈھانپ ڈھانپ کر
مچلی ہوئی ہے دخترِ سلطانِ بحر و بر
فریاد کر رہی ہے عجب اضطرار ہے
بابا کو دیکھنے کے لئے بے قرار ہے

۱۳

لے جاؤ فرقِ شاہ یہ بولا سیاہ رو
تھی راہ میں چمک سرِ انور کی چار سو
لے کر سرِ حسینؑ روانہ ہوئے عدو
زنداں کے پاس جا کے جو دی گیسوؤں نے بو
سیدانیوں میں حشر ہوا صف الٹ گئی
زنداں کے در سے آ کے سکینہؑ لپٹ گئی

۱۴

خوش خوش کھڑی ہوئی تھی سکینہؑ لگائے آس
پھیلی ضیائے حسنِ شہنشاہِ حق شناس
اتنے میں وا ہوا جو در آئی گلوں کی باس
روشن ہوا مکان جو مدت سے تھا اداس
دوڑے حرم حسینؑ کی تسلیم کے لئے
سجادؑ اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے

۱۵

پھیلا کے دونوں ہاتھوں سے دامانِ پیرہن
چومی کبھی جبیں کبھی عارض کبھی دہن
معصومہ نے لیا سرِ سلطانِ بے وطن
تھا سر کے گرد مجمع اولادِ پنجتنؑ
بیکس بہن جدھر تھی شہِ مشرقین کی
آنکھیں اسی طرف کو لگی تھیں حسینؑ کی

Presented by www.ziaraat.com

۱۶
بیٹھی زمیں پہ لے کے سکینہؑ سرِ امام — منہ رکھ کے منہ پہ خوب کیے اُنس کے کلام
غش آگیا کہ لائی قضا موت کا پیام — لپٹی سرِ پدر سے کھنچی جب رگیں تمام

تھا منہ پہ منہ کے زیست کا نقشہ بدل گیا
ہچکی بس ایک آئی وہیں دم نکل گیا

۱۷
بابا سے مل رہی ہے سبھوں کو یہ تھا گماں — عرصہ ہوا تو بولی یہ شانہ ہلا کے ماں
واری بس اب اٹھو کہ ملیں اور بی بیاں — سنتی ہو دو بچی کو سرِ سرورِ زماں

پایا نہ کچھ جواب تو غم دل پہ چھا گیا
رو کر کہا یہ سب نے کہ شاید غش آگیا

۱۸
بانو نے جب زمیں سے اٹھایا سنبھال کر — دیکھا تو اختیار میں ہے دست و پا نہ سر
گردن کو اس طرف سے جو تھاما جھکی اُدھر — ہے ہے یہ کیا ہے ماں نے کہا تھام کر جگر

کس کو دکھا کے فکر دوا و غذا کروں
زنداں کا در ہے بند سکینہؑ میں کیا کروں

۱۹
کُرتا اٹھا کے سینہ کو دینے لگی ہوا — زینبؑ سے کی یہ عرض کہ پڑھئے کوئی دُعا
سجادؑ سے کہا کہ اِدھر آؤ میں فدا — بیٹا بہن کی نبض کو دیکھو مرض ہے کیا

چونکا رہے ہیں سب خبرِ دست و پا نہیں
غش میں کبھی یہ حال کسی کا سنا نہیں

۲۰
دیکھی جو نبض رونے لگے عابدؑ حزیں — ماں نے کہا تڑپ کے مجھے تاب اب نہیں
جو حال ہو خدا کے لیے کہہ چکو کہیں — سجادؑ سر جھکا کے یہ بولے کہ مر گئیں

تکلیف دیجئے نہ تنِ پاش پاش کو
جلدی لٹائیے کہ اذیت ہے لاش کو

Presented by www.ziaraat.com

www.ShianeAli.com

۲۱
چلائی ماں کے ہائے مری جان مر گئی
بیٹی کہاں میں ڈھونڈنے جاؤں کدھر گئی
آخر ہوئی نہ رات سکینہ گذر گئیں
گھبرا رہی تھی شام سے دادی کے گھر گئیں

ٹیپ
کیوں کربلا مکان کسی کو پتا دیا
رستہ بہشت کا تمہیں کس نے بتا دیا

۲۲
صدقہ گئی ہوا اس اندھیرے میں انتقال
فضہ نے پاسبانوں سے جا کر کیا سوال
بیٹی یہ داغ دل سے نہ جائے گا ماہ و سال
دیدو کوئی چراغ تو احساں ہے کمال

ٹیپ
ہو روشنی یہ رسم ہے سارے جہان میں
میت پڑی ہوئی ہے اندھیرے مکان میں

۲۳
زنداں میں روشنی جو ہوئی کچھ دم سحر
کانوں کے زخم دیکھ کے ٹکڑے ہوا جگر
بانو نے جھک کے روئے سکینہ پہ کی نظر
کرتے پہ چند خون کے دھبے ادھر ادھر

ٹیپ
منہ زرد لاش فرش زمیں پر دھری ہوئی
بالوں میں گرد خانۂ زنداں بھری ہوئی

۲۴
تھے ماں کے بین کیوں مری جاں کیا کروں علاج
ہوتی نہ تھی کسی کے جگانے کی احتیاج
اٹھتے نہیں نماز کو اچھا نہ ہے مزاج
کھلتی تھی آنکھ آپ سے ہر روز کیا ہے آج

ٹیپ
اعدا کہیں نہ آ کے جگا دیں یہ دھیان ہے
بیٹی بس اب اٹھو کہ پرایا مکان ہے

۲۵
زنداں کی کہنگی کا یہ تم کو ملال تھا
آئے گی آج قبر میں فردوس کی ہوا
جب تک بدن میں جان رہی کیا قلق رہا
بیٹی نیا مکان مبارک کرے خدا

مرثیہ
تکیہ نہ فرش نرم بچھونا نصیب ہو
پھیلا کے پاؤں قبر میں سونا نصیب ہو
نمبر ۵۹/۲

Presented by www.ziaraat.com